رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفه دال ست بر فضیلت تعلیم تدریجی بر عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی، و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیه یعنی دینیه که مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی، پس اتباعاً للنص المزبور صحیفۂ شهریه که مندرج ست بتدریج شهور

مسمیٰ به

الهادی

نمبر ۵ | بابت ماه رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ | جلد ۴

که جامع ست انواع علوم دینیه را برائے هر طالب و جادی و مذکر ست در هر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے هر جائع و صادی، بصورت ترجمه رساله ترغیب و ترهیب و تسهیل المواعظ

و حل انتباهات و کلید مثنوی و تشرف و امیر الروایات که اکثر آں مستفاد ست از

درگاه ارشادی یعنی خانقاه اشرفی امدادی، باداره محمد عثمان [illegible] دفتره اسلامی

در محبوب المطابع دهلی مطبوع گردید

از کتب خانهٔ اشرفیه دریبه کلان دهلی بوقت ضرورت طلب میگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

(۳) رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ سے یہ رسالہ بجم نامکمل تین جز کا کر دیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے (عہ)

(۴) سوائے ان صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر ۲ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک قیمت پیشگی نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۶ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سال سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول و دوم و سوم درکار ہو طلب فرماویں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کتاب الجمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا سبل السلام وفضل علینا بیوم الجمعۃ الذی ھو سید الایام والصلوۃ والسلام علی نبیہ المبعوث الی کافۃ الانام وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم ھداۃ الحق ودعاۃ الاسلام۔ اما بعد

جمعہ اور اسکے آداب کی رعایت و پابندی اسلامی شعائر میں سے ہے موجودہ زمانے میں جسطرح اور مذہبی اصولی کاموں میں تساہل اختیار کیا جاتا ہے اسیطرح جمعہ اور اسکے آداب کی پابندی بھی اب مفقود ہوتی جاتی ہے لہذا اس مذہبی کاہلی کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے جمعہ کے متعلق احادیث کا ترجمہ کتاب کا ایک مستقل جزو بنا کر کتاب الجمعہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ واللہ تعالے المستعان۔

نماز جمعہ، اور اسکے لئے جانیکی ترغیب، جمعہ کے دن اور وقت کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرکے جمعہ کے لئے آئے اور پھر خاموش بیٹھ کر (خطبہ) سنتا رہے (اور اسکے بعد نماز پڑھے) تو اللہ تعالے اس شخص کے اس جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک (سات یوم) اور تین یوم اسکے علاوہ (کل دس یوم) کے تمام گناہ (صغیرہ) معاف فرماوینگے۔ اور جو شخص (اثنائے خطبہ مین یا سجدے کے وقت) کنکریان ہی برابر کرتا رہا (یا اور کوئی اس قسم کا بیہودہ کام کرتا رہا) تو اس نے بیکار وقت ضائع کیا۔

ف اللہ میاں کے ہان قانون یہ ہے کہ ایک نیکی کا کم از کم دس گنا ثواب دیا جاتا ہے لہذا ایک روز جمعہ کی نماز پڑھنے سے دس دن کے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، قدرت کی کریمی ملاحظہ ہو کسطرح گناہوں کی بخشش کا سامان مقرر فرمایا ہے اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچون (وقت کی) نمازیں (ایک نماز دوسری نماز تک) اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے تمام درمیانی زمانہ کے صغیرہ گناہون کے لئے مکفر (کفارہ) ہین بشرطیکہ کبیرہ گناہون سے اجتناب کیا جائے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر مین ابومالک اشعری کی روایت سے نقل کیا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ آنے والے جمعہ تک کے درمیانی سات یوم اور تین دن اسکے علاوہ (کل دس یوم) کے گناہون کے لئے کفارہ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہین کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اسکو (کم ازکم) دس گنا ثواب ملتا ہے (یہ تو مقررہ قانون ہے باقی واللہ یضاعف لمن یشاء جسکو چاہیں اس سے بھی زیادہ دیدیں۔ جسکے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مین نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص (اپنا تمام عمر میں) ایک دن ان پانچون کامون کو کرلے اللہ پاک ضرور اسکا نام جنتیون میں لکھدینگے۔ (۱) کسی مریض کی عیادت کرے اور (۲) کسی جنازہ میں شریک ہوجائے اور (۳) ایک روزہ رکھ لے اور (۴) جمعہ کیلئے چلا جائے اور (۵) ایک غلام آزاد کردے۔

ف غلام کا آزاد کرنا آجکل یہ چیز نہیں میسر آسکتی باقی سب کام سہل ہیں۔ سو اللہ پاک نے تسبیح واذکار ایسے مقرر فرمادئے ہیں جو غلام آزاد کرنیکی برابر وزن رکھتے ہیں چنانچہ ادعیہ واذکار کے بیان میں گذرچکا لہذا اب جنتیون مین نام لکھانا کچھ دشوار نہیں۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔

حضرت یزید بن ابی مریم فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے جمعہ کی نماز کو جاتے ہوئے (راستے میں) رفاعۃ بن رافع صحابی ملے اور کہنے لگے کہ خوش ہو تمہارے یہ قدم اللہ کے راستے میں اُٹھ رہے ہیں میں نے ابوعبس سے سُنا ہے کہتے تھے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسکے قدم اللہ کے راستے مین غبار آلود ہوگئے وہ نار جہنم پر حرام ہیں۔ اسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ امام بخاری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے ان کے ہان ہے کہ عبایہ فرماتے ہیں مجھے (ایک روز) ابوعبس جمعہ کی نماز کو جاتے ہوئے ملے

اور کہنے لگے کہ میں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے جسکے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے اسکو اللہ پاک نے جہنم سے بچا لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کے قدم اللہ پاک کے راستے میں اُٹھے ہوں اور پھر انکو جہنم کی آگ چھو سکے باقی امام بخاری کے ہاں یزید کا اور عبایہ کا کلام مذکور نہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مینؔ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص جمعہ کے روز (اچھی طرح) غسل کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے اور عمدہ کپڑے پہنکر جمعہ کی نماز کو جائے اور (مسجد میں پہنچکر) جسقدر ممکن ہو نوافل اور سنن پڑھے (مگر صف اول کی ہوس میں) کسیکو تکلیف بھی نہ دے۔ اور پھر (اثنائے خطبہ میں) خاموش (بیٹھا) رہے حتیٰ کہ نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے۔ تو اسکے لئے اس جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہوں کیلئے کفارہ ہو جائے گا۔ امام احمد اور طبرانی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام احمد کے رواۃ ثقات ہیں۔

۳

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے جو اسکے پاس اچھے عمدہ کپڑے ہوں وہ پہنے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے پھر وقار کے ساتھ (میانہ روی سے) جامع مسجد جائے اور (صف اول کی طلب میں) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے اور کسیکو تکلیف نہ دے (خطبہ سے قبل) جو مقدور ہو نوافل اور سنن پڑھے پھر (خطبہ کے درمیان سکون اور خاموشی کے ساتھ) انتظار کرے حتیٰ کہ امام ممبر سے اُتر آئے (پھر نماز جمعہ ادا کرے) تو دو جمعوں کے درمیان جسقدر گناہ ہیں سب معاف ہو جائینگے۔ اسکو امام احمدؒ نے اور طبرانی نے بروایت حرب عن ابی الدرداء نقل کیا ہے لیکن حرب کو ابو الدرداء سے سماع نہیں۔

حضرت عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان آدمی جمعہ کے روز غسل کرکے جامع مسجد آئے۔ اور (صفوں میں) کسی نمازی کو تکلیف نہ دے اگر امام (خطبہ کیلئے ممبر پر) نہ آیا ہو تو

اتنی دیر جسقدر ممکن ہو سنن اور نوافل پڑھے اور اگر امام (ممبر پر) آگیا ہو تو خاموش بیٹھکر خطبہ سنے حتیٰ کہ امام خطبہ وغیرہ سے فارغ ہو جائے (اور پھر نماز ادا کرے) تو اسکے عوض اگر جمعہ اس گذشتہ جمعہ کے گناہ معاف نہ ہونگے تو انشاءاللہ آنے والے جمعہ تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ضرور ہو جائیگا اسکو امام احمد نے روایت کیا۔ میرے علم میں عطاء نے بنیشہ سے نہیں سنا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے روز خوب اچھی طرح نہا دھو کر حسب حیثیت تیل خوشبو وغیرہ لگائے اور پھر نماز کیلئے جامع مسجد جائے (اور مسجد میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے) نمازیوں (کی صفوں) کو نہ چیرے اور (خطبہ سے پہلے) جو کچھ مقدور ہو سنن و نوافل پڑھے اور جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش (بیٹھا سنتا) رہے (اور پھر سب کے ساتھ نماز پڑھے) تو اللہ پاک اسکے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمام گناہ معاف فرما دینگے اسکو امام بخاری نے روایت کیا اور نسائی میں اس طرح ہے کہ "جو کوئی آدمی جمعہ کے روز قاعدہ کے موافق غسل وغیرہ کر کے اپنے گھر سے جامع مسجد (نماز کے لئے) آئے اور (اثنائے خطبہ میں) خاموش رہے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ تو یہ اسکے گذشتہ جمعہ کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ نیز اسکو طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن مثل نسائی روایت کیا اور اسکے آخر کے الفاظ یہ ہیں کہ اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کیلئے ہمیشہ کفارہ ہوتا رہے گا جبتک کہ گناہ قاتل (کبیرہ سے) پرہیز رکھا جائے۔

حضرت اوس بن اوس ثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی جمعہ کے روز خوب اچھی طرح غسل کر کے سویرے سے نماز کیلئے بغیر سواری کے پاپیادہ جائے اور (خاموشی کے ساتھ) خطبہ سنے اور کوئی بیہودہ حرکت نہ کرے تو اسکے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت روزہ نماز کا ثواب ملے گا اسکو امام احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ نسائی نے روایت کیا اور ترمذی نے تحسین کی نیز ابن حبان ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا اور حاکم نے بھی روایت کر کے

تصحیح کی، طبرانی نے اوسط میں بروایت ابن عباس روایت کیا۔ خطابی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ بیان مراد میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ الفاظ متقارب المعنی ہیں تکرار الفاظ سے مقصد صرف غسل کرنے اور سویرے جانے کی تاکید ہے صرف الفاظ کا اختلاف وتعدد ہے جو معنے مین کچھ موثر نہیں جسکا قرینہ اس حدیث میں مشیٰ ولم یرکب کے الفاظ ہیں کہ جو باوجود اختلاف لفظی کے صرف پیدل چلنے کے معنے کو تاکید کے ساتھ ادا کرتے ہیں یہی اثرم صاحب امام احمد کا خیال ہے۔ اور بعض حضرات کی رائے ہے کہ غَسَّلَ کے معنے خصوصیت سے سر کے بال دہونے کے ہیں۔ کیونکہ اہل عرب کے سروں پر بہت گھنے بال ہوتے تھے اکثر پٹھے رکھتے تھے عادۃً ایسے بالوں کے دہونے میں تکلیف ہوتی ہے اور تکاسل کیا جاتا ہے لہذا خصوصیت سے سر کے بالوں کے دہونے کے متعلق مزید تنظیف کے لیے ارشاد فرمایا گیا یہی رائے مکحول کی ہے (قال الشیخ الکشمیری ہو الصحیح لانہ منصوص فی روایت ابوداؤد) اس صورت میں اغتسل کے معنے بقیہ جسم کو دہونے کے اور نہانے کے ہونگے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک غَسَّلَ کے معنے ہیں اپنی اہلیہ کو غسل کرایا یعنے جمعہ سے قبل جماع کیا تاکہ اپنے نفس پر اطمینان اور نظروں کی حفاظت ہوجائے (جمعہ کے ازدحام میں وساوس پریشان نہ کریں۔ نظریں بے محل نہ پڑیں۔ نیز جمعہ اور شب جمعہ عموماً فرصت کے اوقات ہوتے ہیں لباس تبدیل کرنا غسل کرنا جمعہ کی ضرورت سے ہوتا ہے لہذا اس ضرورت سے بھی ساتھ کے ساتھ ہی فراغت ہوجائے) (یہ کلام جملہ اول کے متعلق تھا) جملہ ثانی بَكَّرَ وَابْتَكَرَ کے متعلق بعض حضرات کا خیال ہے کہ ابتکر کے معنے ہیں خطبہ میں شروع سے شریک ہونا اور بکّر بہت سویرے (قبل از وقت) جانا اور ابن ابناری کی رائے ہے کہ بکّر کے معنے ہیں نماز جمعہ سے قبل صدقہ کرنا جسکے لئے یہ حدیث موید ہے۔ بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا۔ ترجمہ صبح سویرے صدقہ کیا کرو کیونکہ بلائیں اس سے گزر کر نہیں آتیں یہ روک لیتا ہے۔ حافظ ابوبکر بن خزیمہ فرماتے ہیں کہ جن روایات میں غسّل بالتشدید وارد ہے ان میں تو کتا یہ جماع سے ہے یعنے خود بھی غسل کیا۔ اور اپنی بی بی یا جاریہ پر بھی غسل واجب کرایا اور جو غَسَلَ بالتخفیف روایت کرتے

ہیں اسکے بموجب غسل کے معنے بال دہونے کے اور اغتسل کے معنے باقی بدن دہونے اور غسل کرنے کے ہیں جسکے لئے حدیث طاؤس عن ابی عباس شاہد ہے چنانچہ بسند صحیح طاؤس سے نقل کیا کہ وہ فرماتے تھے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ لوگوںکا خیال ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِغْتَسِلُوا یَومَ الْجُمُعَتِہِ وَاغْسِلُوا رؤُسَکُم وَاِنْ لَم تَکُونُوا جُنُبًا وَمَسُّوا طِیْبًا۔ ترجمہ جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا کرو اور بال بھی دہویا کرو اگرچہ جنبی نہ ہو اور خوشبو لگاؤ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ خوشبو کے متعلق تو مجھکو یاد نہیں ہاں غسل کے متعلق تو آپ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

ف مذکورہ بالا احادیث میں آداب وسنن جمعہ تعلیم فرمائے گئے ہیں جنمیں سے بعض موکدات ہیں مثلاً خطبہ کے وقت خاموش رہنا اور خطبہ سُننا اگلی صف میں بیٹھنے کی خواہش سے لوگون کو پھلانگتے ہوئے نہ جانا اور نمازیون کو تکلیف نہ دینا خطبہ یا سجدے کی حالت مین کنکریوں یا اپنے کپڑونکی دیکھ بھال مین نہ لگا رہنا وغیرہ امور کی رعایت واجب ہے اور بعض آداب ہیں مثلاً جمعہ کے روز جہانتک ممکن ہو سویرے مسجد جانا حتی کہ بعض صلحائے امت کا تعامل رہا ہے کہ وہ صبح ہی سے مسجد چلے جاتے تھے اور اسیکو فضل سمجھا گیا ہے۔ خوب اچھی طرح غسل کرنا اگر سر پر بال ہوں تو انکو دہونا۔ جو اچھے سے اچھے میسر ہون کپڑے پہننا اگر ہوسکے تو تیل لگانا خوشبو کا استعمال کرنا وقار کے ساتھ جامع مسجد جانا وغیرہ تمام امور مستحبات وآداب میں سے ہین غرضکہ یوم جمعہ کو شریعت اسلامیہ نے صرف عبادت یعنے نماز جمعہ اور اسکے اہتمام کے لئے تجویز کیا ہے اسیوجہ سے جمعہ کو تمام کاروبار چھوڑنا اور تعطیل کرنا مسلمانون کا اسلامی شعار ہے لہذا اس دن کو عبادت اور اسکے اہتمام میں ہی صرف کرنا چاہیئے اور نماز جمعہ کو اسکے جملہ آداب کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ہفتہ بھر کے صغیرہ گناہون کے لئے کفارہ ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے (جمعہ کے روز) سر کے بالوں کو دہویا اور غسل کیا اور پھر نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد گیا اور صف اوّل میں بالکل امام سے

قریب بیٹھا اور شروع سے خطبہ سنتا رہا تو اس شخص کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کے روزے نماز کا ثواب ملیگا۔ اسکو امام احمد نے برجال صحیح روایت کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمعہ پیش کیا گیا ہے تو اسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی ہتیلی میں لیکر آئے۔ ایسا معلوم ہورہا تہا کہ ایک صاف شفاف آئینہ ہے اور اسکے وسط میں (خال رخ محبوب کی طرح) ایک سیاہ نقطہ (اسکی آب وتاب کو دوبالا کررہا) ہے چنانچہ آپ نے بطریق استعجاب دریافت کیا کہ اے جبرئیل یہ کیا (لاتے ہو)؟ انہون نے عرض کیا کہ حضور یہ جمعہ ہے جناب باری عز اسمہ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے تاکہ آپکے لئے اور آپ کے بعد آنیوالی آپکی اُمت کیلئے یہ (یوم) عید ہوجائے اور آپ (حضرات) کے لئے اسمیں (عظیم الشان) خیر وبرکت (رکھی گئی) ہے (مقام مسرت یہ ہے کہ) آپ (اس روز سعید کے اختیار کرنیمیں سب سے) اول ہیں اور (دوسری امتیں) یہود ونصاریٰ (اس فضل میں) آپ کے بعد ہے۔ (چنانچہ باوجودیکہ یہ لوگ آپسے پہلے تھے مگر تاہم نصاریٰ نے اپنے لئے ہفتہ کو اور یہود نے اتوار کو یوم عبادت (عید) تجویز کیا اور یہ مبارک دن آپ کے لئے رہا) نیز اس مبارک دن میں اللہ تعالےٰ ایک ایسی ساعت سعید کہ جو کوئی بندہ اپنے خدا سے اسوقت میں جو کچھہ بھی مانگتا ہے اگر مقسوم میں ہوتا ہے تو اللہ پاک ضرور عنایت فرمادیتے ہیں اور اگر کسی مصیبت سے پناہ (نجات) چاہتا ہے تو اللہ پاک اسکو اور اس سے بھی بڑہکر مصائب وآلام کو دُور فرمادیتے ہیں۔ اور ہم اسکو آخرت میں یوم مزید کہتے ہیں۔

ف۱ یہ مبارک ساعت ہی وہ نقطہ سیاہ ہے جو جمعہ کے روشن چہرے کے لئے خال رُخ محبوب کی طرح گرانقدر اور اسکو بقیہ ایام سیادت اور فضیلت کا مرتبہ دلانیوالی ہے اس میں ہر قسم کی دعائیں مقبول ہوتی ہین اس ساعت کی تعیین کے متعلق آئندہ کلام آتا ہے۔

ف۲ یوم مزید اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَلَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ۔ ترجمہ اہل جنت کو انکی حسب خواہش ہر قسم کی چیزیں ملینگی اور ایک خاص انعام (زیادتی)

ہماری جانب سے جزائے اعمال کے علاوہ ملے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ انعام وزیادتی دیدار الٰہی ہے جو کہ اللہ پاک کے تمامتر عطیات وانعامات کی روح ہے جسکے لئے فریفتگان جمال ایک ہفتہ تک بےچینی سے انتظار کیا کرینگے اور پھر جمعہ کی شب کو دار کرامت میں تشنگان دیدار کو جمال روئے انور سے سیراب کیا جایا کرے گا۔ اسی وجہ سے ساکنان جنت اس مبارک دن کو یوم مزید کہتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بسند جید روایت کیا ہے۔

حضرت ابی لبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام ایام میں بزرگ تر اور سب کا سردار ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ بزرگ اور باعظمت ہے اسکی پانچ خصوصیتیں (ایسی) ہیں (جو اور ایام میں نہیں) (۱) اسمیں اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا (۲) اور اسی دن میں اللہ پاک نے (دنیا کو آباد کرنے کے لئے) انکو زمین پر اتارا (۳) اور پھر اسی روز انکی وفات ہوئی (۴) اور اس دن میں ایک ایسا وقت (آتا) ہے کہ بندہ جو کچھ بھی اسوقت خدا سے مانگتا ہے اللہ تعالےٰ اسکو ضرور عطا فرما دیتے ہیں بشرطیکہ کوئی حرام چیز نہ مانگے (۵) اور اسی روز قیامت قائم ہوگی (گویا دنیا کی عمرانی زندگی کا سب سے پہلا اور سب سے آخری دن یہی ہے اسی سے شروع ہوئی اور اسی پر ختم ہو جاوے گی لہذا) کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ، کوئی زمین کوئی آسمان کوئی ہوا، کوئی پہاڑ کوئی دریا ایسا نہیں کہ جو (قیامت کے اندیشہ سے) جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ نے ایک الفاظ سے روایت کیا انکی اسناد میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہیں۔ انکو امام احمد وغیرہ قابل حجۃ سمجھتے ہیں نیز اس مضمون کو انہی عبد اللہ کے طریق سے حضرت سعد بن عبادہ کی روایت سے بزار اور امام احمد نے روایت کیا ہے بقیہ رُوات اسکے ثقہ اور مشہور ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ بہترین دن کہ جسپر آفتاب نکلتا ہے جمعہ کا روز ہے۔ اسی روز ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی روز جنت میں داخل کئے گئے اور اسی روز (دنیا کی آبادی کے لئے) جنت سے باہر بھیجے گئے۔ اس حدیث کو مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا۔

(باقی آئندہ)

اسیطرح تمام بدن کے متعلق ایک گناہ ہے کہ لباس کافرون کے مشابہ پہنا جائے صاحبو اگر تمہارے نزدیک مذہبی حکم کوئی چیز نہیں تو اسلامی غیرت تو ہونی چاہیئے۔ کیا یہ غیرت کی بات نہیں آخر قومی پہچان بھی تو کوئی چیز ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ شخص فلان قوم کا ہی مسلمان ہے یا دوسری قوم کا ہے پس اگر یہ کچھ ضروری چیز ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے (صرف یہی ہے کہ دوسری قوموں کا سا لباس نہ پہنیں) غضب ہے کہ اکثر ہندو تو ایسی وضع اختیار کرتے لگے ہیں جیسی مسلمانون کی ہونی چاہیئے اور مسلمان ہندو فرنگی وضع اختیار کرنے لگے ہیں، میرے بھائی کے پاس ایک تحصیلدار اور ایک سب انسپکٹر آئے۔ تحصیلدار ہندو تھا مگر ڈاڑہی موچھ مسلمانون کی سی تھی اور سب انسپکٹر صاحب مسلمان مگر چہرہ ہندوؤن کا سا تھا خدمتگار نے پان لاکر تحصیلدار صاحب کے سامنے رکھدئے تو سب انسپکٹر صاحب ہنسے تحصیلدار صاحب بھی ہنسے نوکر سمجھ گیا اور پان اٹھا کر سب انسپکٹر صاحب کے سامنے رکھدے بھائی نے کہا کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایک نوکر بھی آپ کو ہندو سمجھتا ہے صاحبو غیرت کرنی چاہیئے۔ اور ہماری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس طرز و شکل بدلنے میں کیا مصلحت ہے سوائے اسکے کہ ایک کافر قوم کا لباس ہے تو خدا کی پناہ اس کا تو گویا یہ مطلب ہوا کہ لاؤ ہم بھی کافر نہیں اگرچہ صورت ہی کے اعتبار سے بن جائیں۔ مجھے ایک ظریف کا قول یاد آیا کہنے لگے کہ اسوقت نوجوانون کی یہ حالت ہے کہ اگر یورپ والے کسی مصلحت سے اپنی ناک کٹوانے لگیں تو یہ نوجوان بغیر سوچے سمجھے اپنی ناک بھی کٹوانے لگیں گے اور اصل وجہ یہ ہے کہ اس طرز و شکل بدلنے کو یہ لوگ عزت سمجھتے ہیں کیونکہ یہ وضع اہل حکومت کی ہے لیکن صاحبو اگر شوکت وعزت بھی ہوئی تو نتیجہ کیا؟ شوکت تو اس لئے حاصل کیجاتی ہے کہ غیرون کے مقابلہ میں اس سے کام لیا جائے۔ نہ اس لئے کہ اپنوں ہی پر رعب جماویں اور اس وضع سے اہل حکومت کی نظر میں تو کچھ

۲۳

عزت ہوتی نہیں۔ ہاں اپنے بھائیون پر اس سے کچھہ ہیبت قائم ہوجاتی ہے۔ اور
یہ ہمدردی کے خلاف ہے پھر تماشا ہے کہ یہ لوگ قومی ہمدردی کا بھی دعوے کرتے ہیں۔
یاد رکھو کہ ہمدردی اور نفع وہی پہونچا سکتا ہے جو قوم سے میل جول۔ اور مناسبت
پیدا کرے نہ کہ وہ شخص جو اُن سے نفرت کرتا ہو اور ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہو جس سے
لوگ اس سے وحشت کرنے لگیں بعض لوگ اس مسئلہ میں یہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم
اس لباس سے کافر ہوجائیں گے۔ میں اُن سے کہتا ہوں کہ اگر آپ عورت کا لباس
بھی کیون نہیں پہنتے اور بعض چیزین تو ایسی ہیں کہ ان کو شوکت سے بھی کوئی تعلق نہیں
مثلاً تصویر رکھنا کتا پالنا۔ ڈاڑھی منڈانا۔ اسپر مجھے ایک اپنی اور ایک دوسرے
صاحب کی حکایت یاد آئی اپنی تو یہ کہ میں ایک مرتبہ ریل میں سفر کر رہا تھا وہان
ایک جنٹلمین جو کتا ساتھ لئے ہوئے تھے۔ مجھ سے فرمانے لگے کہ کتے میں ایسی ایسی خوبیان
ہیں پھر اسکا پالنا کیون ناجائز کیا گیا میں نے کہا صاحب اس کا ایک تو عام جواب ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور یہ جواب ہزارون شبہون
کا جواب ہے دوسرا جواب خاص ہے کتے کے ساتھ وہ یہ کہ اسمیں باوجود ان سب خوبیون
کے ایک ایسا عیب ہے جس نے اس کی سب خوبیون کو گرد کر دیا ہے اور وہ
یہ ہے اس میں قومی ہمدردی نہیں ہے اسلئے اسکا پالنا منع ہے بس چپ ہی
تو ہوگئے اور خوش ہو کر اس بات کو مان لیا۔ اور دوسرے کی حکایت یہ ہے۔
کہ ایک صاحب کتا بغل میں دبائے بیٹھے تھے کسی نے کہا اسمیں کیا مصلحت ہے۔
کہنے لگے تاکہ موت کا فرشتہ پاس نہ آئے کیونکہ فرشتے کتے سے بھاگتے ہیں۔
انھوں نے کہا یہ تو کوئی بات نہیں آخر دنیا میں کتے بھی تو مرتے ہیں جو فرشتہ
انکی جان نکالتا ہے وہی تمہاری بھی نکالے گا۔ اور پہلی حکایت میں جو میں نے دوسرا
جواب دیا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے واقع میں وہ کوئی بڑی بات

تصویر رکھنے اور ڈاڑھی منڈانے کا بیان ۳۴

نہیں بات اصلی تو وہی تھی کہ ہم کو حضورؐ نے منع فرمایا ہے غرض بعضے گناہوں میں تو بالکل ہی ضرورت و مصلحت کا کوئی درجہ نہیں اور بعضے گناہوں میں اس معنے کر ضرورت سمجھی جاتی ہے کہ انکے نہ کرنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے اور ان کے لئے نفس کچھ حیلے نکالتا ہے حالانکہ عقل صحیح کے سامنے وہ بھی لچر ہین لیکن اس وضع کے بدلنے میں تو کسی طرح کا بھی نفع نہیں اور اسکے چھوڑنے مین کونسی تکلیف ہے تو یہ گناہ بالکل گناہ بے لذت ہوا اور اگر فرض کر لیجئے کہ لذت و ضرورت بھی ہو تو خدا کے حکم کے سامنے اپنی مصلحت کیا چیز ہے یہ تو ظاہری گناہ تھے اور باطنی گناہ یہ ہیں کہ مثلاً دنیا دار تو دوسروں کو ذلیل سمجھتے ہی ہیں مگر دیندار بھی اپنے کو بزرگ سمجھکر دوسرون کو ذلیل سمجھتے ہین حالانکہ اسکی کوئی وجہ نہین کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جو بڑی بڑی عبادتیں کرتے تھے اپنے گھمند کی وجہ سے غارت ہوگئے اور بہت رند گنہگار رو دھو کر مقصود کو پہونچ گئے اب انکے چھوڑنے کا طریقہ سمجھئے سو طریقہ یہ ہے کہ یہ سوچا کرو کم سے کم سونے کے وقت ہی سوچ لیا کرو کہ آج ہم نے کیا کیا۔ شرارتیں کی ہیں اسکے بعد سوچو کہ اُن پر کیا سزا ہونے والی ہے اسکے بعد سوچو کہ ہم نے اس سزا کے بچنے کی کیا تدبیر کی ہے جب کچھ تدبیر اپنے پاس نظر نہ آئے تو توبہ کرو۔ اور خوب رو و اسیطرح روزانہ کیجئے پھر ایک چلہ کے بعد دیکھئے کہ کتنی کایا پلٹ جاتی ہے مگر اسکے ساتھ ہی اسکی بھی کوشش کیجئے کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ گناہ کیا کیا ہیں آپ نے آجتک شاید سُنا بھی نہ ہوگا کہ ریل کے تیسرے درجہ میں سفر کرے اور بیس سیر اسباب ہو تو اسکو بغیر محصول دئے لیجانا حرام ہے تو آپ کو ضروری ہے کہ علم دین حاصل کریں۔ خواہ اردو ہی کتابیں پڑھکر مگر ہر کتاب دیکھنے کے قابل نہیں معتبر عالمون سے کتابیں پسند کرا کر دیکھو ہر قسم کی کتابیں نہ دیکھو بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ صاحب دیکھنے میں کیا حرج ہے تو صاحبو حرج یہ ہے کہ اس سے آدمی ڈانوا ڈول ہو جاتا ہے تو ہر قسم کی

باطنی گناہ

۳۵

گناہ چھوڑنے کا طریقہ

کتابیں نہ دیکھو بلکہ جو عالم معتبر بے غرض ہیں انکی کتابیں دیکھو دوسرے یہ کہ انکو کسی عالم سے پڑھ لو اور اگر پڑھنے کی فرصت نہ ہو تو خود دیکھ لو مگر اس طرح کہ جہاں ذرا شبہ بھی رہے فوراً اس پر نشان بنا دو اور کسی عالم سے اسکو پوچھکر حل کر لو اور جیسے کھانے کی روزانہ ضرورت ہے اسیطرح اسکو بھی ساری عمر کے لئے ایک ضرورت کی چیز سمجھو اور دیکھا کرو اور جو پڑھ نہیں سکتے وہ پڑھے ہوؤں سے سن لیا کریں اس طریقہ سے خدا نے چاہا تو تھوڑے دنوں میں تمام مسلمان دین سے خبردار ہو جاوینگے اور اسکے ساتھ وہ مراقبہ فائدہ مند ہوگا جو پہلے ذکر کیا گیا۔ اس ترتیب کے ساتھ اگر آپ کام کرینگے تو خدا نے چاہا بہت جلد سب گناہ چھوٹ جاوینگے۔ خدا تعالےٰ نے اس چھوٹی سی آیت میں ان سب کو بتلا دیا کہ ظاہری اور باطنی گناہ سب کو چھوڑ دو اب خدا تعالےٰ سے دعا کرو وہ عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کی دوسری جلد کا دوسرا وعظ مسمیٰ بہ معاصی کا ترک ختم ہوا اب انشاء اللہ تعالےٰ تیسرا وعظ مسمیٰ بہ مسجد کے آداب شوال کے پرچہ سے شروع ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حیوۃ المسلمین

الحمد للہ الذی انزل فی کتابہ او من کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی شرفہ بخطابہ کذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ودعا امتہ الی جزیل ثوابہ فی قولہ یا ایہا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وقادہم الی فیع جنابہ فی قولہ اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ وبعد فقد قال تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینہم اجرہم باحسن ما کانوا یعملون وقال تعالیٰ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ۔ ان آیات کے ساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم کے حق میں ہے یعنی ثم لا یموت فیہا ولا یحییٰ اگر بطور مقدمہ کے ملالی جاوے (جسکا حاصل یہ ہی کہ جس حیوۃ میں راحت و حلاوت نہ ہو وہ حیوۃ گو صورۃً غیر موت ہو مگر معنیً غیر حیوۃ بھی ہی) تو اس انضمام کے بعد مثل نصوص[ع] کثیرہ شہیرہ کے خطبہ کی آیات میں حیوۃ باطنی و اخروی کا اور مابعد الخطبہ کی

ع ولنسر وبعضہا منہا یدل علی العاجل من الاختصاص الذی حقیقتہ اثبات حکم لشئ ونفیہ عن غیرہ ومجموع ہذہ الآیات یفید مجموع الامرین وقید بالعاجل لانہ ہو الخفی کما سیأتی فی آخر الحواشی للتمہید فمنہا قولہ تعالیٰ (ع۱) فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ومنہا قولہ تعالیٰ (ع۲) فبدل الذین ظلموا الی قولہ تعالیٰ یفسقون ومنہا قولہ تعالیٰ (ع۳) وضربت علیہم الذلۃ الی قولہ تعالیٰ یعتدون (ع۴) فما جزاء من یفعل الی اشد العذاب و(ع۵) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ الی عذاب عظیم (الٓمٓ) و(ع۶) ومنہم من یقول الی سریع الحساب (سیقول) و(ع۷) فی من اٰمن وفی من کفر بعیسیٰ قولہ تعالیٰ وجاعل الذین اتبعوک الی من نصرین (تلک الرسل) و(ع۸) ولا تہنوا الی مؤمنین و(ع۹) فاٰتٰہم اللہ ثواب الدنیا الی المحسنین و(ع۱۰) سنلقی فی قلوب الذین کفروا الی الظلمین و(ع۱۱) ان الذین تولوا منکم الی ما کسبوا و(ع۱۲) فانقلبوا بنعمۃ الی فضل عظیم (لن تنالوا) و(ع۱۳) ومن یہاجر الی سعۃ (والمحصنٰت) و(ع۱۴) فبظلم من الذین ہادوا الی بالباطل و(ع۱۵) فی قطاع الطریق قولہ تعالیٰ ذلک لہم خزی فی الدنیا الی عظیم و(ع۱۶) ومن یتول اللہ ورسولہ الی الغٰلبون و(ع۱۷) قل انبئکم بشر الی سبیل و(ع۱۸) و الفینا

آیات میں علی تفسیر المحققین حیوۃ ظاہری و دنیوی کا بھی اختصاص صرف مطیعان حق کیساتھ نہایت

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بینہم العداوۃ الی المفسدین و (ع ۱۹) ولو انہم اقاموا التوراۃ الی یعملون (لا یحب اللہ) و (ع ۲۰) الم یروا کم اہلکنا الی آخرین (و اذا سمعوا) و (ع ۲۱) فی نوحؑ و قومہ قولہ تعالیٰ فانجیناہ والذین معہ الی عمین و (ع ۲۲) فی ہودؑ و قومہ قولہ تعالیٰ فانجیناہ ومن معہ الی مومنین و (ع ۲۳) فی صالحؑ و قومہ قولہ تعالیٰ فاخذتہم الرجفۃ الی الناصحین و (ع ۲۴) فی لوطؑ و قومہ قولہ تعالیٰ فانجیناہ واہلہ الی المجرمین و (ع ۲۵) فی شعیبؑ و قومہ قولہ تعالیٰ فاخذتہم الی الخسرین (و لو اننا) و (ع ۲۶) ولو ان اہل القریٰ امنوا الی یکسبون و (ع ۲۷) فارسلنا علیہم الطوفان الی یعرشون و (ع ۲۸) ان الذین اتخذوا العجل الی المفترین و (ع ۲۹) فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینہون الی سوء العذاب و (ع ۳۰) اذ یوحی ربک الی الملئکۃ الی العقاب و (ع ۳۱) وان اللہ موہن کید الکفرین و (ع ۳۲) یاایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ الی العظیم و (ع ۳۳) وما لہم ان لا یعذبہم اللہ الی لا یعلمون (قال الملأ الذین) و (ع ۳۴) ذلک بان اللہ لم یک مغیرا الی تظلمون و (ع ۳۵) یاایہا النبی قل لمن فی ایدیکم الی رحیم (و اعلموا) و (ع ۳۶) لہم البشریٰ الی العظیم و (ع ۳۷) ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین و (ع ۳۸) فی قوم یونسؑ قولہ تعالیٰ لما امنوا الی حین و (ع ۳۹) وان استغفروا ربکم الی فضلہ (یعتذرون) و (ع ۴۰) ویقوم استغفروا ربکم الی مجرمین و (ع ۴۱) وما کان ربک لیہلک القریٰ الی مصلحون و (ع ۴۲) فی یوسفؑ قولہ تعالیٰ ولما بلغ اشدہ الی المحسنین (وما من دابۃ) و (ع ۴۳) فی یوسفؑ قولہ تعالیٰ وکذلک مکنا لیوسف الی یتقون و (ع ۴۴) ولا یزال الذین کفروا الی المیعاد و (ع ۴۵) لہم عذاب فی الحیوۃ الدنیا الی واق و (ع ۴۶) اولم یروا انا ناتی الارض الی الحساب و (ع ۴۷) واذ تاذن ربکم الی لشدید و (ع ۴۸) فاوحی الیہم ربہم الی وعید (و ما ابری نفسی) و (ع ۴۹) وان کان اصحاب الایکۃ الی المبین و (ع ۵۰) قد مکر الذین من قبلہم الی لا یشعرون و (ع ۵۱) والذین ہاجروا فی اللہ الی اکبر و (ع ۵۲) افامن الذین مکروا السیات الی تخوف و (ع ۵۳) من عمل صالحا من ذکر الی یعملون و (ع ۵۴) وضرب اللہ مثلا قریۃ الی یظلمون (ربما) و (ع ۵۵) واذا اردنا ان نہلک الی تدمیرا و (ع ۵۶) فعسیٰ ربی ان یوتین الی عقبا (سبحان الذی) و (ع ۵۷) ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لہم الرحمن ودا و (ع ۵۸) قال فاذہب فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس (قال الم اقل لک) و (ع ۵۹) کم قصمنا من قریۃ الی خامدین و (ع ۶۰) واراد وا بہ کیدا فجعلنٰہم الاخسرین و (ع ۶۱) فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین و (ع ۶۲) ولقد کتبنا فی الزبور الی الصلحون و (ع ۶۳) فکاین من قریۃ اہلکناہا الی المصیر (اقترب للناس) و (ع ۶۴) وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم الی ہم الفسقون (قد افلح المومنون) و (ع ۶۵) والذین یقولون ربنا الی اماما (و قال الذین لا یرجون) و (ع ۶۶) قال سنشد عضدک الی الغالبون و (ع ۶۷) وکم اہلکنا من قریۃ بطرت الی اہلہا ظالمون و (ع ۶۸) فخسفنا بہ الی المنتصرین (ع ۶۹) فکلا اخذنا الی یظلمون (من خلق) و (ع ۷۰) ظہر الفساد الی مشرکین و (ع ۷۱) انزل الذین ظاہروہم الی قدیرا (اتل ما اوحی) و (ع ۷۲) لئن لم ینتہ المنافقون الی تبدیلا و (ع ۷۳) لقد کان لسبا الی الا الکفور و (ع ۷۴) (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

سلسلہ کا حاشیہ صفحہ آئندہ میں ہے ۱۲

۲

واضح اور مصرح ہے مگر باوجود اسقدر وضاحت و صراحت کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے اسقدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلہ کے دلائل کو کبھی نہ انکی آنکھوں نے دیکھا نہ انکے کانوں نے سُنا اور نہ اُنکے قلب پر ان کا گذر ہوا اور حیوۃ کی ان دونوں قسموں میں سے بھی حیوۃ اخروی کا اختصاص تو انکے اذہان سے اتنا بعید نہیں جتنا حیوۃ دنیوی کا اختصاص بعید ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسوقت مسلمانوں پر عالم میں عموماً اور کشور ہند میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں مگر نہ انکے ذہن کو مطلق اس طرف التفات ہوتا ہے نہ انکی زبان پر اسکا نام آتا ہے نہ انکے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے اگر کسیکو علاج و تدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کئے جاتے ہیں جنکی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ ؎ گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند

آن عمارت میست ویران کردہ اند + بے خبر بودند از حال دروں + استعیذ اللہ مما یفترون

رنجش از صفرا و از سودا نبود + بوی ہر ہیزم پدید آید ز دود + اور اس بے اصول علاج کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا ؎

ہرچہ کردند از علاج و از دوا + رنج افزوں گشت و حاجت ناروا + از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت +

(بقیہ صفحہ گذشتہ) فلما جاءہم نذیر الی آخر السورۃ (ومن یقنت) و(۷۵) فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون و(۷۶) قل یعباد الذین آمنوا اتقوا ربکم الی حساب (ومالی) و(۷۷) فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا و(۷۸) انا لننصر رسلنا الی الاشہاد و(۷۹) ان الذین قالوا ربنا اللہ الی وفی الاخرۃ (فمن اظلم) و(۸۰) وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و(۸۱) یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون (الیہ یرد) و(۸۲) یایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم و(۸۳) فلا تہنوا الی اخر السورۃ و(۸۴) لقد رضی اللہ عن المؤمنین الی قدیرا و(۸۵) ہو الذی ارسل رسولہ الی شہیدا و(۸۶) کذبت قبلہم قوم نوح الی وعید (حم الاحقاف) و(۸۷) ام یقولون الی الادبر (قال فما خطبکم) و(۸۸) اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ و(۸۹) فاتاہم اللہ من حیث لم یحتسبوا الی شدید العقاب و(۹۰) الم تر الی الذین نافقوا الی لا یعقلون و(۹۱) عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ و(۹۲) واخری تحبونہا نصر من اللہ وفتح قریب و(۹۳) وللہ خزائن السموات الی لا یعلمون و(۹۴) ما اصاب من مصیبۃ الی یہد قلبہ و(۹۵) ومن یتق اللہ الی قدرا و(۹۶) وکاین من قریۃ عتت الی خسرا (قد سمع اللہ) و(۹۷) انا بلوناہم الی لو کانوا یعلمون و(۹۸) فقلت استغفروا ربکم الی انہارا و(۹۹) لو استقاموا علی الطریقۃ لاسقیناہم ماء غدقا (تبارک الذی) و(۱۰۰) الم یجعل کیدہم فی تضلیل (عم) فہذہ مائۃ آیۃ فی الباب ولم نذکر کثیرا منہا لعدم قصدنا الاستیعاب ۱۲ منہ عفی عنہ ۔ وجہ التقیید حمل بعضہم الآیتین علی الحیوۃ والمعیشۃ الاخرویتین لکن لا یتوقف المطلوب علیہا لکون کثیر من الآیات المذکورۃ فی الحاشیۃ السابقۃ صریحا فی ذلک ۱۲

آب آتش را مدد شد ہمچو نفت + سستی دل شد فزون و خواب کم + سوزش چشم و دل پر درد و غم +
مگر باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطائی اطباء کی حالت اس خطائی طبیب کی سی ہی جس نے
کسیکو بے موقع مسہل دیا تہا اور برابر زیادت اسہال کی خبر اسکو پہونچ رہی تھی مگر وہ ہر اطلاع کے
جواب میں یہی کہتا تھا کہ مادہ فاسد ہے نکلنے دو حتی کہ وہ مر بھی گیا مگر یہ اسکا مرنا سنکر بھی اپنی اسی
رائے کو صحیح سمجہا کئے اور یہ فرمایا کہ اللہ رے مادے جسکے نکلنے سے مر گیا نہ نکلتا تو نہ معلوم کیا ہوجاتا
اس جہل عملی کی وجہ صرف یہی جہل علمی ہے کہ ان مصائب کے سرنشار کی تعیین میں انکو نصوص الہیہ
و نبویہ کی پوری تصدیق نہیں۔ اے صاحب جب اللہ و رسول پر ایمان ہے جسکے معنے ہیں ہر امر
اور ہر خبر میں انکی تصدیق کرنا اور انکو سچا سمجہنا پھر یہ کیسی تصدیق ہے کہ کسی میں تصدیق کسی میں
عدم تصدیق افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اسلئے سخت ضرورت محسوس ہوئی
کہ اس تجاہل و تغافل پر از سر نو تنبیہ کیجاوے تاکہ مرض کے سبب کا تعین پھر علاج صحیح کا تیقن ہو
اور اس تعین و تیقن کے بعد اسباب کے ازالہ اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں اور براہین عقلیہ و
نقلیہ و نیز مشاہدہ و تجربہ سے محقق و ثابت ہوچکا ہی کہ دور حاضرین ان اسباب و معالجات کی تعلیم
و تفہیم منحصر ہوگئی ہے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں پس بلا خوف منازع
حضور کی شان عالی میں یہ دعوی بالکل سچا دعوی ہے ف ذات پاک کاملے پر مایہ + آفتاب بے درمیان سایہ +
حاذقش گو کو حکیم حاذق ست + صادقش دان کو امین و صادق ست + در علاجش سحر مطلق را ببیں +
در مزاجش قدرت حق را ببیں + جو شخص آپ کی صحت تشخیص کا اعتقاد کرکے آپکی تجویز پر عمل کریگا۔

ف وانما قال از سر نو لان الشریعۃ طالما نبہت علیہ ثم بترجمۃ الشریعۃ نبہ علیہ العلماء و منہا رسالۃ جزاء الاعمال
التی کتبتہا قبل ذلک بقلیل ثم سمی ہذا التنبیہ جدیدا و حرکنی علی ذلک ما لحقنی من القلق الشدید علی سوء حال المسلمین
منذ ایام بحیث ازعجنی و اسہانی فاخذ اللطف الالٰہی بیدی و القی فی روعی اثناء صلوۃ الفجر لعشرین من جمادی الاولی
س۱۳۴۶ھ مدخلیۃ بعض الاعمال بخصوصہا فی کشف بعض الغمۃ التی لا طاقۃ لہم بہا برفع بعض منہا للجہل ببعض منہا
للانہاس و بعض منہا للتشویش و ہذہ ہی امہات جمیع البلایا و الرزایا و ان اکتب شیئا من ذلک و ابلغہ المسلمین من
دون التعرض لوجہ المدخلیۃ المذکورۃ لان المقصود النافع للعامۃ ہی المسائل لا الدلائل ورجائی کونہ نافعا و البلاء
النازلۃ دافعا فارتاح ذلک جاشی و ازاح منہ الغواشی فشرعت فیہ راجیا من اللہ فیہ النفع + وہو ولی کل ضیع ورفع ۱۲ منہ

وہ بیساختہ کہنے لگے گا ؎ مطلع نورحق ودفع حرج ٭ مغنی فی الصبر مفتاح الفرج
اے لقائے تو جواب ہر سوال ٭ مشکل از تو حل شود بے قیل وقال ٭ ترجمان ہرچہ مارا در دل است
دستگیر ہر کہ پایش در گل است ٭ مرحبا یا مجتبےٰ یا مرتضےٰ ٭ ان تغب جاء القضا ضاق القضا ٭
انت مولی القوم من لا یشتہی ٭ قد ردی کلا لئن لم ینتہ ٭ اور اگر یہ شخص آپ کی کسی تجویز کی لم
بھی نہ سمجھے گا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے یہ کہے گا ؎

آنکہ از حق یابد او وحی وخطاب + ہرچہ فرماید بود عین صواب + آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست +
نائب است و دست او دست خداست + ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ + شاد وخندان پیش تیغش جان بدہ +
تا بماند جانت خندان تا ابد + ہمچو جان پاک احمد با احد + عاشقاں جام فرح آنگہ کشند +
کہ بدست خویش خوبان شاں کشند + آں کسے را کش چنیں شاہے کشد + سوی تخت وبہترین جاہے کشد +

اور آپ نے نہایت شفقت وغایت رحمت سے اپنا پورا مطلب بے دریغ عام خلائق کے روبرو پیش فرمایا آگے استعمال کرنے والوں یا استعمال نہ کرنیوالوں کی سعادت وشقاوت۔ جس نے جب کبھی بھی استعمال کیا صلاح وفلاح اسکے پیش پیش رہی اور جس نے اسمیں اہمال کیا اگر اسکو کچھ حصہ عقیدت ومحبت کا حاصل ہے اس عقیدت ومحبت کی برکت سے اسپر عنایت اسطرح متوجہ ہوتی ہے کہ صلاح وفلاح سے اسکو حرمان عاجل نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کرسکے اور جو عقیدت ومحبت سے خالی ہیں اس خلو کی شامت سے انکے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج کے انکو صورۃً وعاجلاً کامیابی عطا کردی جاتی ہے اور حقیقۃً وآجلاً حرمان ہی انکے نصیب حال ہوتا ہے چنانچہ حرمان آجل تو ظاہر ہی ہے اور حرمان حقیقی کا شاہد انکی اندرونی حالت ہے کہ خالص راحت وحلاوت کو وہ خود اپنے اندر مفقود پاتے ہیں اسی فلاح عاجل وصوری وحرمان آجل وحقیقی کا ذکر ان آیات میں ہے قولہ تعالےٰ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون وقولہ تعالےٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون۔ جب عیاناً وبرہاناً صلاح وفلاح کا انحصار مطب نبوی ہی

؎ الابیات العشرون المذکورۃ فی الخطبۃ من المثنوی المعنوی بتغیر یسیر فی بعضہا ۱۲ منہ

کے نسخوں میں ثابت ہوچکا تو برادران اسلامی پر جنکو مرض کی خبر اور اسکے سبب اور نسخہ سے
بیخبری ہے واجب ولازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل و تجاہل یا علمی تکاسل و تشاغل کو ہمیشہ
کے لئے خیرباد کہیں اور ان حکمی حتمی نسخوں کا استعمال کریں اور عاجلاً و آجلاً و صورۃ و حقیقۃً صلاح
و فلاح کا متزاید ادمتصاعداً مشاہدہ کریں یہ تنبیہ کلی ہی جلب منافع و دفع مضار کے طریق صحیح پر
اور تنبیہ جزئی و مبسوط تمام شریعت مطہرہ ہے لیکن تنبیہ کلی واجمالی تو اسلئے کافی نہیں کہ عمل بدون
تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی و تفصیلی پر مختصر وقت میں مطلع ہونا متعسر ہے اسلئے ضرورت
اسکی ہے کہ اسلامی بھائیوں کی حالت حاضرہ عـــہ غیر محتملۃ التاخیر فی المعالجہ کے اعتبار سے جو اجزاء
اس تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں سردست انکی تعیین و تبیین بقدر ضرورت کردیجاوے
اور وہ بناء خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویہ حسیہ میں بعض ادویہ ازالہ امراض میں مؤثر بالخاصیت
ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیت پھر ان میں بعض مؤثر بلاواسطہ ہیں مثلاً اس طرح کہ مرض حرارت
سا ذج سے تھا کسی جزو بارد سے اسکا علاج کیا گیا اور بعض مؤثر بواسطہ مثلاً اسطرح کہ وہ حرارت کسی
خلط سے تھی اسکا علاج ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات اُس خلط کی مقلل یا معدل ہو اور بواسطہ
اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت۔ اسیطرح حکماء اُمت واطباء ملت کو کہ مبصران آثار و ماہران
اسرار ہیں اپنے ذوق نورانی وادراک جدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر بالخاصہ بھی ہیں
اور یہ حکم تمام شرائع کو عام ہے اور انہیں سے بعض مؤثر بالکیفیۃ بھی ہیں پھر اُن میں بعض مؤثر
قریب ہیں اور بعض مؤثر بالواسطہ یا بالوسائط اسوقت ہیں نے تعجیل حصول منفعت وتسہیل قبول دعوت
کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام ہیں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم کے بعض ان اجزاء کی
فہرست کو جو علماً و عملاً ہر طرح سہل ہیں اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں اور زیادت تسہیل
کیلئے ایک ایک دو دو جز و پیش کروں چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہوجاوینگے اور وہ اجزاء
اس قسم کے ہونگے۔ اسلام۔ علم دین۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ قرآن۔ خوش اخلاقی۔ خوش معاملگی۔ کسب حلال
ترک اسراف۔ حکایات اولیاء۔ دعاء واشباہہا اور ان اجزاء کی خاصیت یاد کہ وہی موضوع ہے

عـــہ قید بہا لان الآخرۃ لایرتاب احد ممن یعتقد الاسلام فی تسبب لاعمال لجزاء ہا وایضا اصلاح ہذہ الاعمال تحتمل فیہا التاخیر
الی آخر الآجال بخلاف الحالۃ الحاضرۃ فلاجل ہذین الفرقین مست الحاجۃ الی تخصیص الحاضرۃ بالتعیین والتبیین ۱۲ منہ۔

اس عجالہ کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے) نظر کرکے اس فہرست کا نام حیوۃ المسلمین قرار دیتا ہون اور اُن اجزاء کو ارواح سے ملقب کرتا ہون جیسا اس حیوۃ ہی اور ان ارواح کا تعدد ہر مسلم کے لئے تعدد آثار کے اعتبار سے ایسا ہے جیسا ہر حی کیلئے ارواح طبیہ حیوانی ونفسانی وطبعی کا تعدد۔ واللہ ولی الہدایۃ + وبیدہ الرعایۃ والحمایۃ۔

کتبہ اشرف علی لغرۃ جمادی الاخری ۱۳۴۶ھ

روح اوّل اِسلام وایمان

(دونون لفظون کا مطلب قریب ہی قریب ہے) (۱) فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے اور (۲) فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جو شخص سلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کریگا سو وہ (دین) اُس شخص سے (خدا تعالےٰ کے نزدیک) مقبول (اور منظور) نہ ہوگا اور وہ (شخص) آخرت میں خراب ہوگا اور (۳) فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگون کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے **ف** دنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اُسکی بی بی نکاح سے نکلجاتی ہے اگر اسکا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا۔ مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں داخل ہوتا ہے **مسئلہ** اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑیگا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہوسکتا اور (۴) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے ایمان والو تم (ضروری عقیدون کی تفصیل سُن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور اسکے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور اس کتاب کیساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالےٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کیساتھ) اور ان کتابوں کیساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیون پر) نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر کرے اور اسیطرح جو اُس کے

فرشتوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسیطرح جو) اسکی کتابوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اسکے رسولوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسیطرح جو) روز قیامت کیساتھ (کفر کرے) تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دُور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مُسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے پھر مُسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہوجاتا بلکہ) پھر کافر ہوگئے پھر (مُسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہوجاتا بلکہ کفر میں بڑہتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالےٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشینگے اور نہ انکو (بہشت کا) رستہ دکہلائینگے اور (۵) فرمایا اللہ تعالےٰ نے بیشک جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا ہم انکو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے (اور انکی برابر یہ حالت رہیگی کہ) جب ایک دفعہ انکی کھال (آگ سے) جل چکیگی توہم اُس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کردینگے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں بلاشک اللہ تعالےٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے بہت جلد ہم انکو ایسی بہشتوں میں داخل کرینگے جن کے مکانوں کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی وہ انمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے (اور) انکے لئے اون (بہشتوں) میں بیبیاں ہونگی صاف ستھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کرینگے۔

ف ان آیتوں میں اسلام والوں کے لئے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے ہٹنے والوں کے لئے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں دوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں اے **مُسلمانو** دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اگر اسلام پر قائم رہکر مان لیا کہ کچھ تھوڑی سی تکلیف بھی بھگت لی تب بھی مرنے کے ساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھوگے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھول جاؤگے اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے نکلنے کیلئے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کے سب عیش بھول جائیگا پھر اُس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی تو جسکو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کی لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑیگا اے اللہ ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور انکی عقلیں درست رکھ۔

روح دوم تحصیل و تعلیم علم دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا (۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اسکے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ)

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو شہری ہو یا دیہاتی ہو امیر ہو یا غریب ہو دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھکر خواہ اُردو کی کتابیں پڑھکر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھکر خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہونچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذر (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جاکر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لئے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جاکر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اُسپر عمل ہو یا عمل نہ ہو یہ تمہارے لئے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے (ابن ماجہ)

اس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ یہ غلطی ہے دیکھو اسمیں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہوگی اسکی تین وجہ ہیں ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگی تو انشاء اللہ تعالے کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہوجاویگی تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلادیگا یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے (۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی کوئی علم (دین کی بات) سیکھے پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھلا دے (ابن ماجہ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمانوں کو بھی بتلا دیا کرے اسکا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔ سُبحان اللہ خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذراسی زبان ہلانے میں ہزاروں روپیہ خیرات کرنیسے بھی زیادہ ثواب ملجاتا ہے۔

(۴) حق تعالےٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اسکی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین) کی باتیں سکھلاؤ (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے نہیں تو انجام دوزخ ہے (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لیگئی ہیں)

(۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں جو چیز اسکے مرنے کے بعد بھی اسکو پہونچتی رہتی ہے اُن میں یہ چیزیں بھی ہیں ایک علم (دین) جو سکھلایا گیا ہو (یعنی کسیکو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلیگا اور یہ بھی مدد دیکر اُس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا) دوسرے نیک اولاد جسکو چھوڑ مرا ہو۔ (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں) (ابن ماجہ وبیہقی)

(۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھکر ہو (ترمذی وبیہقی)

(۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی انکی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر انکو ادب (یعنی علم) سکھلاوے اور اُن پر مہربانی کرے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ ان کو بیفکر کردے (یعنی انکی شادی ہو جاوے جس سے وہ پرورش سے بیفکر ہو جاویں) اللہ تعالےٰ اس شخص کے لئے جنت کو واجب کردیگا ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی فضیلت ہے ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا ایک میں بھی یہی فضیلت ہے (شرح السنۃ) یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں) **ف** ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین کے سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اسکا فرض ہونا مذکور ہے اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بنجاوے مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت نہ اتنی فرصت

ع۵ کذا فی القاموس والصراح ۱۲ منہ۔

اسلئے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں تفصیل اُن طریقوں کی یہ ہے کہ (۱) جو لوگ اردو حرف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اُردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلہ کے وعظ جتنے مل جاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کر دے پھر جب کوئی اچھا جاننے والا ملجاوے اُس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور اسطرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں بیٹھکر دوسروں کو بھی پڑھکر سنا دیا کرے اور گھر میں آکر اپنی عورتوں اور بچوں کو سُنا دیا کرے اسیطرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سُنا ہے وہ بھی اسکو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سنا دیا کریں

(۲) اور جو لوگ اُردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے لکھے پڑھے سمجھدار آدمی کو اپنے یہاں بلاکر اُس سے اسیطرح وہی کتابیں سُن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے اگر اسکو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دیدیا کریں دُنیا کے بے ضرورت کاموں میں سیکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلاوے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لیکر تجویز کرنا۔

(۳) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو جسکا اچھا یا بُرا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اسکو بیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں اور وہ جو بتلاوے اسکو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلا دیا کریں اور اگر ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اُسکے پاس خط بھیجکر پوچھ لیا کریں

اور جواب کے واسطے ایک لفافہ پر اپنا پتہ لکھکر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اُس عالم کو آسان ہوگا۔ اور جلدی آویگا

(۴) ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں اگر ارادہ کرکے جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم پاس بھی نہ ہو جیسے گانوں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اسکے پاس جاکر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں

(۵) ایک کام ضروری سمجھکر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والیکو اپنے گانوں یا اپنے محلہ میں بلاکر اسکا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دلمیں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا اور طریقے بھی کیسے بہت آسان۔ اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہوجاوینگی اور اسکے ساتھ ہی دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہے ایک یہ کہ کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دلمیں اندھیرا پیدا ہوتا ہے دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہوجاتا ہے بعض دفعہ اُس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہوجاتا ہے بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا کھڑا ہوجاتا ہے جسمیں وقت بھی خرچ ہوتا ہے اور روپیہ بھی یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں اور اگر غصہ ظاہر نہ کرسکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اسمیں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہوجاتی ہیں جنکا ابھی بیان ہوا اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھکر ہے وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑجاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہوجاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اُس شبہ کو دل سے دور کرسکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونیکا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہدو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز جمع کرنے سے انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے۔ کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ اشرف علی عفی عنہ۔

(باقی آئندہ)

اسلیئے کہ بزرگون کی توجہ سے جسکو حاصل ہوا ہے صرف قوت اور استعداد حاصل ہوجاتی ہے۔ باقی قرب حق حاصل نہیں ہوتا قرب ہمیشہ حاصل ہوتا ہے کام کرنے سے تو فرماتے ہیں کہ جسکو ملگیا ہے اُس نے بھی آخر طلب ہی کی ہے اور اگر اُس نے طلب چھوڑدی تو وہی قاصر رہگیا لہذا چاہیئے کہ انسان خود طلب کرے اور ایسے حضرات کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ اُن کو تو دیکھا کہ جنکو بلا طلب کے ملگیا ہے اگرچہ وہ دو چار ہی تھے مگر ان پر تو نظر گئی اور اُن لاکھوں کو نہ دیکھا کہ جو طلب ور مجاہدہ و ریاضت کرکے ہی واصل ہوئے ہیں سخت افسوس کی بات ہے۔ اور کسقدر کم ہمتی کی بات ہے کہ اُن پر نظر گئی اور ان پر نہ گئی اور یاد رہے اکثر جنکو ایسا ہوا ہے انکو جنون ہوجاتا ہے مرجاتے ہیں اسلیئے کہ وہ ایک دم سے تحمل نہیں کرسکتے انکی ایسی مثال ہوجاتی ہے جیسے کہ کسی برتن میں اُسکی گنجائش سے زائد چیز بھری جاوے تو یقیناً وہ پھٹ جاویگا تو اسیطرح جب ان میں ایک مرتبہ ہی وہ استعداد بھری جاتی ہے تو ان کو یا تو جنون ہوجاتا ہے یا مرجاتے ہیں اور جنکو ایسا نہیں ہوا جیسے کہ مثلاً شاہ بھیک صاحب وغیرہ تو اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ حضرات پہلے سے مجاہدات و ریاضات کئے ہوئے ہوتے ہیں بس صرف ایک نظر کی دیر ہوتی ہے کہ فضل ہوجاتا ہے اور فضل ہمیشہ ایک لمحہ ہی میں ہوتا ہے اس کے مقدمات بیشک پہلے سے ممہد کئے جاتے ہیں بس یاد رکھو کہ بے طلب کے کسی کو قرب و وصول نہیں ہوا ہے اور طلب سے جس نے چاہا واصل و مقرب بنگیا ہے اسیکو مولانا فرماتے ہیں کہ۔

هر که چیزے جست بیشک یافت او چون بجد اندر طلب بشتافت او

یعنی جس کسی نے کوئی چیز تلاش کی بیشک اُس نے پالی جبکہ کوشش سے طلب میں دوڑا یعنی ایک قاعدہ کلیہ بتاتے ہیں کہ جس نے جب کچھ طلب کیا ضرور اسکو پالیا۔

چون نهادی در طلب پائی پسر یافتی و شد میسر بے خطر

یعنی اے صاحبزادے جب تو نے (کسی شے کی) طلب میں پاؤن رکھا تو اسکو پالیا ہے اور

۶۹

وہ بے خطر کے میسر ہو گئی ہے۔

ہیں مباش ای خواجہ یکدم بے طلب تا بیابی ہرچہ خواہی بے تعب

یعنی ای خواجہ ایکدم بے طلب کے مت رہو۔ تاکہ جو تم چاہتے ہو اُسکو بے تعب کے پالو۔

عاقبت جوئندہ یابندہ بود چونکہ در خدمت شتابندہ بود

یعنی آخر کار تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے چونکہ وہ طلب میں دوڑنے والا ہوتا ہے۔
مطلب یہ کہ طالب چونکہ طلب میں کوشاں ہوتا ہے تو مطلوب اسکو مل ہی جاتا ہے۔

در طلب چالاک شو این فتح باب مے طلب واللہ اعلم بالصواب

یعنی طلب میں چست و چالاک رہ اور اس فتح باب کو طلب کر واللہ اعلم بالصواب۔ یعنی قرب حق کے باب کے فتح کو طلب کر اور اسمیں کوشاں رہ تاکہ ایک روز حاصل ہو جاوے۔ آگے ایک حکایت لاتے ہیں کہ ایک شخص روز و شب دعا کیا کرتا تھا کہ یا الٰہی مجھے امیر کر دے۔ مگر مجھے کمانا نہ پڑے اسیطرح اسکو ایک مدت گذر گئی اتفاق سے ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا تو گھر میں ایک گائے گھُس آئی اُس نے اُسکو ذبح کر لیا اور کھا گیا قاضی کے یہاں اسکا مقدمہ گیا۔ تفتیش ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ گائے اسی کی تھی اور اسکے باپ کا ایک غلام تھا اُس نے اُسکے باپ کو قتل کر کے اُسکا مال سب چھین لیا تھا اور یہ مفلس رہگیا تھا اسی مال میں سے خریدی ہوئی وہ گائے تھی تو دیکھو اُس نے اور کچھ تو کیا نہیں مگر اسکو طلب تھی تو سب کچھ مل گیا یہ لگا رہا طلب کو چھوڑا نہیں بس اسیطرح تم لگ لپٹ کر کام کرو تو جوئندہ یابندہ بود کے مصداق ہو جاؤ گے۔ اب حکایت سُنو۔

شرح حبیبی

آن یکے در عہد داؤد نبیے نزد ہر دانا و پیش ہر غبی

این دعا میکرد دائم کای خدا ثروتی بی رنج روزی کن مرا

چون مرا تو آفریدی کاہلی زخم خواری سست جنبی منبلی

بر خران پشت ریش بی مراد بار اسپان و شتران نتوان نہاد

کاہلم چون آفریدی ای ملی روزیم دہ ہم ز راہ کاہلی

کاہلم من سایہ خسپم در وجود خفتم اندر سایۂ احسان و جود

کاہلان و سایہ خسپان را مگر روزئی بنہادۂ نوع دگر ۱۷

ہر کرا پا ہست جوید روزئی ہر کرا پا نیست کن دلسوزئی

رزق را میران بسوی آن حزین ابر را باران می کش ہر زمین

چون زمین را پا نباشد جود تو ابر را راند بسوی او دو تو

طفل را چون پا نباشد مادرش آید و ریزد وظیفہ بر سرش

روزئی خواہم بناگہ بی تعب کہ ندارم من ز کوشش جز طلب

مدتے بسیار میکرد این دعا — روز تا شب شب ہمہ شب تا ضحے

خلق می خندید بر گفتار او — بر طمع خامے و بر پیکار او

کہ چہ می گوید عجب این سست ریش — یا کسے دادست بنگ بیہشیش

راہ روزی کسب و رنج ست و تعب — ہر گز این نادر نشد و رشد عجب

ہر کسے را پیشہ داد و طلب — از رہ کسب و تعب بارنج و تب

۷۲ اطلبوا الارزاق من اسبابہا — وادخلوا الاوطان من ابوابہا

شاہ و سلطان و رسول حق کنون — ہست داؤد نبے ذو فنون

ہست در فرمانش از وحش و طیر — در ہمہ روئے زمین ورا ست سیر

با چنان عزے و نازی کاندروست — کہ گزیدستش عنایتہائے دوست

معجزاتش بے شمار و بے عدد — موج بخشایش مدد اندر مدد

ہیچکس را خود ز آدم تا کنون — کے بدست آواز ہمچون ارغنون

کو بہر وعظے بمیر اندو ویست آدمے را صوت خوبش کردہ نیست

شیر و آہو جمع گردد آزمان سوئے تذکیرش مغفل این ازان

کوہ و مرغان ہم رسائل با دمش ہر دو اندر وقت دعوت محرمش

این و صد چندان مرادر امعجزات نور رویش بے جہات و درجہات

با ہمہ تمکین خدا روزئے او کردہ باشد بستہ اندر جستجو

بے زرہ بافی و رنج روزیش مے نیابد با ہمہ فیروزیش

اینچنین مخذول واپس ماندہ خانہ کندہ دون و گردون راندہ

اینچنین مد بر ہمے خواہد کہ او گنج یابد تا رود پائیش فرد

زا حمقی خواہد کہ بے رنجیش زود بے تجارت پر کند دامن زسود

اینچنین گنجے نیابد در جہان کہ بر آید بر فلک بے نردبان

این ہمی گفتش بہ تسخر زرگیر کہ رسیدت روزی و آمد بشیر

۷۳

وان ہمی خندید ما را ہم بدہ
زانچہ یابے ہدیہ ای سالار دہ

وازین تشنیع مردم وین فسوس
کم نمے کرد از دعا و چاپلوس

تا کہ شد در شہر معروف و شہیر
کو ز انبان تہی جوید پنیر

شد مثل در خام طمعے آن گدا
او ازین خواہش نمے آید جدا

کم نمے کرد از دعا و ابتہال
کر اجابت مستعان ذو الجلال

گر گران و گر شتابندہ بود
عاقبت جوئندہ یابندہ بود

تا کہ روزے ناگہان در چاشتگاہ
این دعا میکرد با زاری و آہ

ناگہان در خانہ اش گاوے دوید
شاخ زد بشکست در بند و کلید

گاو گستاخ اندران خانہ بجست
مرد بر جست و قوائمہاش بست

پس گلوے گاو ببرید آن زمان
بے توقف بے تامل بے امان

چون سرش ببرید شد سوئے قصاب
تا اہابش بر کند در دم شتاب

داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص ہر سمجھدار اور بے سمجھ کے سامنے ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے اللہ جب تو نے مجھے کاہل پیدا کیا ہے اور پڑا پڑا کھانے والا۔ اور کم حرکت کرنے والا اور کاہل بنایا ہے تو تو مجھے بے مشقت دولت عنایت فرما۔ کمر لگے ہوئے نامراد گدہوں پر گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لادا جا سکتا ہے پس جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا کیا ہے تو مجھ پر کسب کی مشقت کا بار نہ ڈال اور کاہلی ہی کے ذریعہ سے مجھے روزی عطا کر میں کاہل ہوں اور جب سے پیدا ہوا ہوں سایہ ہی میں سوتا ہوں۔ محنت کیلئے کبھی دہوپ میں نہیں نکلا اور ابتک تیرے احسان وجود ہی کے سایہ میں سویا کیا۔ کبھی مشقت و محنت برداشت نہیں کی مگر روزی ملا کی معلوم ہوتا ہے کہ کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کیلئے تو نے روزی کا ذریعہ کسب کے علاوہ کوئی اور مقرر کیا ہے۔ پس جنکے پاؤں ہیں وہ تو اپنی روزی اسی طریقہ سے طلب کرتے ہیں جو انکے لئے مقرر ہے یعنی محنت و مشقت کرتے ہیں۔ اور جنکے پاؤں نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا لہذا تو اس پر رحم کر اور اس کسب کے علاوہ دوسری طرح سے روزی پہونچا اور اپنے باران کرم کو اسی زمین تک محدود و نہ رکھ۔ بلکہ مجھکو بھی اس سے متمتع کر کہ میں بھی زمین ہی کی طرح بے دست و پا ہوں آپ کا قاعدہ ہے کہ زمین کے پاؤں یعنی قدرت علی الکسب نہ ہونے کے سبب اپنے کرم سے ابر کو اسکی طرف جھکاتے اور چلاتے ہیں نیز بچہ چونکہ پاؤں یعنی قدرت علی الاکتساب نہیں رکہتا اسلئے آپ کے حکم سے ماں خود آکر اسکی مقررہ غذا اسکو دیتی ہے بس اسیطرح میں بھی چاہتا ہوں کہ مجھے بھی اچانک اور بے مشقت کہیں سے دولت ملجاوے کیونکہ میرے پاس طلب کے سوا کوئی اور کوشش نہیں ایک عرصہ تک وہ یہی دعا کرتا رہا صبح سے شام تک شام سے صبح تک اور صبح سے دوپہر تک اسکا یہی کام تھا۔ لوگ اسکی اس دعا پر۔ اور طمع خام اور رزق سے مخالفت یعنی اسکو طلب نہ کرنے پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو تو یہ احمق بک کیا رہا ہے۔ کسی نے اسکو بھنگ پلا کر بیہوش تو نہیں کر دیا ہے۔ روزی حاصل کرنے کا طریقہ تو کمانا اور محنت و مشقت کرنا ہی ہے۔ ایسا تو کبھی بھی نہیں ہوا جسطرح یہ مانگتا ہے اور اگر ہوا ہو تو نہایت ہی تعجب خیز بات ہے۔ ہر شخص کو اس نے ہنر عطا کیا ہے اور غم اور بیماری کے باوجود بھی کمانے اور مشقت اٹھانے کے ذریعہ سے طلب

کرنا بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ رزق کو سبب سے تلاش کرو اور گھرون میں دروازے سے جاؤ۔
دیکھو تو اسوقت داؤد علیہ السلام ہیں وہ بادشاہ بھی ہیں اور رسول بھی وحوش وطیور انکے تابع
فرمان ہیں اور تمام زمین پر گھوم سکتے ہین انکو یہ عزت اور ناز حاصل ہے کہ حق سبحانہ تے انکو
اپنے افضال وانعامات بیحد کے ذریعہ سے اپنا مقرب بنایا ہے۔ معجزات اُنکے بیشمار اور بے گنتی
ہیں اور حق سبحانہ کے دریائے کرم کی موجین اُن تک برابر پہونچ رہی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام
کے زمانہ سے لیکر ابتک کسیکو بھی ایسی پاکیزہ آواز نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ہر وعظ میں اپنی
خوش آوازی سے دوسو آدمیونکو مار ڈالتے ہیں اور آدمی اُس عمدہ آواز کو سُنکر جان دیدیتے
ہیں انکے وعظ مین شیر اور ہرن جمع ہوجاتے ہیں اور اتنے مست ہوتے ہیں کہ ایک کو ایک
کی خبر نہین ہوتی۔ پہاڑ اور پرندے اُنکی بات کا جواب دیتے ہیں اور جب وہ انکو بلاتے
ہیں تو وہ ان سے آشنا ہوتے ہیں یہ بھی معجزات ہیں اور انکے علاوہ اور سیکڑوں معجزے
ہیں انکے منہ کا نور بظاہر جہات میں ہے مگر فی الحقیقت بے جہات ہے کیونکہ وہ نور حق سُبحانہ
ہے جو جہات سے منزہ ہے اسقدر عزت وناز اور اسقدر شوکت وقدرت کے باوجود بھی ۷۶
حق سُبحانہ نے انکی روزی کا وسیلہ طلب اور جد وجہد کو ہی قرار دیا ہے وہ باوجود اس
خوش اقبالی کے بھی بدون روزی کے لئے تکلیف اُٹھائے اور بغیر زرہ بنے روزی نہیں
پاتے اور یہ ایسا مطرود ومردود خانہ خراب ذلیل منحوس وبدبخت ہوکر چاہتا ہے کہ اُسکو
خزانہ ملجاوے کہ اسکے پاؤں اسمیں دہنس جائیں وہ اپنی حماقت سے چاہتا ہے کہ بلا کسی
زحمت اور بلا کسی تجارت کے جلدی سے نفع سے پلہ بھرے۔ اسطرح تو خزانہ دُنیا میں کسی کو بھی
نہیں ملتا۔ بھلا تبلاؤ تو کون ہے جو آسمان پر بغیر سیڑہی کے چڑھ جاوے جب کوئی نہیں
بلکہ ہر ایک کو سیڑہی اور سبب کی ضرورت ہے تو یہ ایسا کہان کا ہے کہ اسکو حصول دولت
کیلئے سبب کی ضرورت نہیں کوئی اس سے مسخرہ پن کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے مبارک تیری
روزی آگئی اور تیرا خوشخبری دینے والا آگیا۔ لے روپیہ۔ دوسرا ہنسانے کو کہتا تھا کہ لیجئے
ابتو آپ گاؤن کے رئیس اور سردار ہوگئے جو کچھ آپ کو ملا ہے اسمیں سے ہم کو بھی دلوایئے
غرض لوگ اسی قسم کی باتیں کرتے تھے مگر وہ ان بد دینوں کی طعن تشنیع کے سبب دعا و الحاح میں کمی کرتا تھا

(باقی آیندہ)

قال اللہ تعالیٰ تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین

ما دلت الآیة علی ان الدعوی بلا برهان مما یجب منه التعفف + وکان الحکم علی غیر الحدیث

بکونه حدیثا داخلا فی التعسف + کما ان عکسه داخل فی التقشف + وکان الابتلاء

فی هاتین البلیتین قد کثر فی احادیث التصوف + وکانت الرسالة الملقبة ب

التشرف بمعرفة احادیث التصوف

مع ترجمتها الموسومة ب

تکمیل التعرف فی تسهیل التشرف

وافیة عن کلتیهما لما فیهما من التحقیق والتعرف + خالیة عن المجازفة والتکلف

فالحائز علیها بعید ان شاء اللہ تعالیٰ عن التاسف + وقریب الی التنظف + من

تصنیف صاحب الفهم والتعرف + کاشف معضلات التصوف مولانا المولوی

الحافظ الحاج الشاه محمد اشرف علی حماه اللہ الولی العلی عن الدخیل افادة اهل التلطف

اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه اللہ عن التلهف

فی المطبع المعروف بمحبوب المطابع الواقع فی دهلی

فہرست مضامین التشرف بمعرفت احادیث التصوف

روینا ہ فی سباعیات
ابی اسعد القشیری
من حدیث انس وفیہ
الحسین بن داؤد البلخی
قال الخطیب لیس بثقۃ
ف فیہ تقویۃ الرجاء فی
حقوق العباد ایضا وتتقوی
ھذا الرجاء لمن راقبہا
ومن ثمہ یکون رجاء
الصوفیۃ اقوی لخوفہم ایضا
وقد وقع الفراغ بحمد اللہ تعالی
ونعمتہ من تالیف الشطر الاول
من اصل التشرف الماخوذ
من تخریج العراقی للتاسع و
العشرین من صفر یوم الجمعۃ
وقت الضحوۃ الکبری
سنہ ۱۳۴۱ من الہجرۃ فی
الخانقاہ الامدادیۃ
دامت برکاتہا
من کورۃ تھانہ بھون و
ھو مشتمل علی مائتی

ہم نے یہ حدیث سباعیات ابی اسعد
قشیری میں حدیث انس سے روایت
کی گئی ہے اور اس میں حسین بن داؤد بلخی
ہے خطیب نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے ف
اس حدیث میں حقوق العباد میں بھی رجاء کی
تقویت ہے اور یہ رجاء اس شخص کے
لئے اور زیادہ قوی ہو جاوے گی جو حقوق
العباد کی نگرانی و اہتمام رکھے اور اسی مقام
سے صوفیہ کی رجاء اوروں سے زیادہ قوی
ہوتی ہے جیسا کہ ان کا خوف بھی ایسا ہی ہوتا ہے
اور بحمد اللہ تعالی اصل تشرف
کی تالیف سے جو کہ تخریج عراقی سے ماخوذ ہے
انتیسویں صفر یوم جمعہ وقت چاشت
سنہ ۱۳۴۱ ہجری کو خانقاہ امدادیہ واقعہ قصبہ
تھانہ بھون میں فراغت ہوئی اور یہ حصہ
دو سو حدیثوں پر مشتمل ہے ان حدیثوں میں
وہ بھی ہیں جو مقصوداً لائی گئیں اور وہ بھی
ہیں جو کسی دوسری حدیث کے ضمن میں
لائی گئیں مع چندے دیگر حدیثوں کے
جو دو سو سے علاوہ ہیں اور یہ عدد زائد
حدیث مکرر کے عدد کے جو کہ میری تلاش میں

تقویۃ الرجاء فی حق التبعات
تقویت رجاء در حقوق العباد

۱۷۱

حدیث ما بین المقصود والضمنی مع زیادة قلیلة توازی عدد المکرر وهو الواحد فیما تتبعت و عددما لیس ثابتا لفظا مع ثبوت معناه نبقی مائتان وصارت مع احادیث حقیقة الطریقة خمسمائة وخمسین

صرف ایک ہے (احب الاعمال الی اللہ ادومہا) اور بعض ایسی روایات کے عدد کے جو کہ لفظاً ثابت نہیں گو معنیً ثابت ہیں۔ برابر ہے پس دوسو حدیثیں باقی رہ گئیں اور یہ حقیقة الطریقة کی حدیثوں سے ملکر ساڑھے پانسو ہوگئیں اور اگر اس میں سے مشترک کو منہا کردیا جاوے گا جو انشاء اللہ تعالی پچاس سے متجاوز نہ ہونگی تب بھی باقی حدیثیں پانسو[^1] سے کم نہ رہیں گی اور فوائد کی

[^1]: اور یہ سب احادیث کہ دلائل ہیں مسائل تصوف کے ان آیات کے علاوہ ہیں جو رسالہ مسائل السلوک میں ان مسائل کے اثبات کے لئے جمع کی گئی ہیں ان مسائل کی تعداد اسکی دونوں جلدوں میں جیسا کہ سلسلہ کے نمبروں میں منضبط ہیں پانچ کم چودہ سو ہیں جن میں بعض آیات سے متعدد مسائل بھی ثابت ہوئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اسمیں جو رسالہ تائید الحقیقة ملحق ہے اوس کے مسائل کی تعداد با لاستیعاب نہیں لکھی گئی۔ اگر اس تعداد متروک اور اس تعداد کو تخمیناً برابر بھی لیا جاوے تو بھی پانچ کی کسر کا اعتبار نہ کر کے سو کم ڈیڑھ ہزار آیات کا عدد محفوظ رہے گا اور ان پانچ سو احادیث کی ملا کر سو کم دو ہزار دلائل ہوں گے اور بفضلہ تعالی اس وقت تک سائل دمواعظ کا (جو کہ شائع یا صالح للاشاعة ہو چکے ہیں) عدد (۲۴۴) تک پہونچا ہے جیسا کہ رابعة التابعہ مع الحاشیہ میں بذیل مضمون دوم مذکور ہے اگر انہیں سے چھوٹے رسالوں کا جو کسی دوسرے رسالہ کا جزو ہے ان کا عدد تخمیناً (۴۴) قرار دیکر اسکو کم کرکے پھر بھی بقیہ میں جو مسائل قواعد کلیہ شرعیہ سے کہ وہ بھی احکام کے دلائل ہیں یا نصوص جزئیہ سے ثابت ہوئے ہیں۔ اگر فی وعظ اور فی کتاب میں تین تین مسئلہ کی دلیلیں فرض کی جاویں اور یہ عدد کچھ بھی نہیں واقع میں اس سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ اس وقت ایک دوست صرف مواعظ میں سے ہر نوع کے

۱۷۲

ولو طرح منها المشترك الذي لا يتجاوز عن خمسين انشاء الله تعالى ما انقضت عن خمسمائة ووقع الفراغ من تحرير الفوائد تحت كل حديث ايضًا للتاريخ المذكور والشهر المذكور

تحریر سے جو کہ ایک ایک حدیث کی تحت میں ہیں نیز تاریخ وماہ مذکور میں فراغ ہوا صرف سنہ بدل گیا یعنی ۱۳۴۵ھ تھا (اور فوائد ہی کے ساتھ ترجمہ سے بھی فراغ ہوا) بجز چند سطروں کے جو ایک وقتی عذر کے سبب وقت مذکور کے بعد لکھی گئیں کہ وہ

(بقیہ نوٹ صد ۱۰۲) مضامین کا جدا جدا انتخاب کر رہے ہیں جس کا ذکر ثالثہ التابعہ میں بذیل مضمون سویم کیا گیا ہے اگر یہ مکمل ہو گیا تو اس عدد کا قلیل ہونا معاینہ میں آجاوے گا اور دوسرے رسالوں کا تتبع الگ رہا۔ لیکن باوجود اس کے اگر فی الحال یہی عدد فرض کر لیا جاوے تب بھی چار سو رسالوں میں بارہ سوا دلہ ہوتی ہیں اور سابق انیس سو سے ملا کر تین ہزار سے سو زیادہ ادلہ کا عدد پہونچتا ہے اور بعد فرض تساوی اثبات المتعدد بالواحد واثبات الواحد بالمتعدد کہ فرض قریب ہے اوسط عدد مسائل کا بھی اسیقدر ہوتا ہے اور اگر اس رسالہ تشرف کی دوسری جلد کی بھی توفیق ہو گئی جیسا اس کے خاتمہ کی اخیر سطروں میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے تو وہ ادلہ اسپر مزید رہیں اور اگر میں فن اعتبار کی دلالات کا بھی اخذ کرتا تو اس سے چند گونہ عدد بڑھ جاتا۔

تحدیث بالنعمۃ۔ اب حق تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتا ہوں کہ جو فن (یعنی تصوف) اپنے دلائل کے اعتبار سے تو گویا بے جان اور مسائل کے اعتبار سے بیجان ہو چکا تھا چنانچہ جو بعض ادلہ اس کے زبانوں پر مشہور اور غیر محققین کے ملفوظات و مکتوبات میں مذکور رہتے ان کے اکثر حصہ میں یا کتاب وسنت کی تحریف تھی یا تخیلات شاعری کی تصریف تھی جس سے وہ فن اہل ظاہر کی تکذیب بلکہ استہزار کا محل بن گیا تھا اور محققین کے کلام سے تتبع کرنے کی کسکو ہمت خصوص جو طالب بھی نہ ہو۔ اور اسی کے قریب قریب مسائل کی حالت تھی کہ بجز چند مسائل کے اور وہ بھی نہایت مجمل بلکہ مبہم عنوان سے کوئی مسئلہ خصوص صحیح مسئلہ کان میں بھی نہ پڑتا تھا جس فن کی یہ نوبت

بتبدل السنۃ وھی سنۃ ۱۳۴۵ من الھجرۃ	عذر نہ ہوتا تو یہ تاخر نہ ہوتا اور شاید اس کے
الا سطور معدودۃ حررت لعذر	حصہ باقیہ کی جو کہ غیر عراقی سے ماخوذ
وقتی بعد الوقت المذکور ولولاہ لما	ہوگا تالیف کے لئے بھی مجکو توفیق
تاخرت ولعلی اوفق لتالیف	ہوجاوے اور سب اختیارات حق تعالی
شطرہ الباقی ویکون ملخوذا من غیر العراقی	کو ہیں اور میں اپنے سب کام اللہ ہی کے
والامر کلہ للہ وافوض امری الی اللہ	سپرد کرتا ہوں + **تمام شد**

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۳) پہونچ گئی ہو کیا خدا تعالی کی یہ تھوڑی نعمت ہے کہ وہ ایسا زندہ ہوا جیسا بفضلہ تعالی ائمہ طریقت کے عہد مبارک میں تھا اور اب انشاء اللہ تعالی قرون متطاولہ تک اس کے زندہ رہنے کی توقع کی جاتی ہے وللہ الحمد اور اسمیں احقر کا تالیت رسمیہ بلکہ اسمیہ سے زائد کچھ دخل نہیں منعم حقیقی حضرت حق سبحانہ وتعالی ہیں اور واسطہ انعام حضرت مرشد علیہ الرحمۃ بقول ایک حکیم کے ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان — مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور بقول دوسرے حکیم کے ؎

بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے باگل نشستم +

جمال ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اب اس حاشیہ کو اس اظہار شکر اور اقرار عجز پر ختم کرتا ہوں ؎

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو — عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

۱۲ منہ عفی عنہ

جب صبح ہوئی تو میرے دوست چندامیان میرے پاس آئے۔ یہ بہت نیک اور ذاکر شاغل تھے۔ میں نے ان سے اس سفری کا تذکرہ کیا اور اپنی پوری کیفیت بیان کی۔ انھون نے کہا کہ میان تردد کیوں کرتے ہو۔ کھا بھی لو لیکن یہ دیکھ لو کہ وہ اتبک گرم ہے یا ٹھنڈی ہو گئی اگر گرم ہے تو اثر ہے اور اگر ٹھنڈی ہو گئی تو اثر جاتا رہا۔ میں گھر میں سے سفری لایا دیکھا تو اتبک گرم تھی مگر اسقدر تیزی نہ تھی میں نے کہا کہ چندامیان گرم تو ہے۔ انھون نے کہا دیکھون میں نے انکو دی وہ لیتے ہی مُنہ مین رکھ گئے اور کھاتے ہی انگر کھا پاجامہ اُتار دیا اور ننگے ہو کر چلدیے۔ میں نے جب چندامیان کی یہ حالت دیکھی تو مین پھر بٹیر شاہ کے پاس گیا۔ اور ان سے اس سفری کا قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے تو کوئی ایسی چیز عنایت فرمایئے جس سے میری یہ حالت بھی قائم رہے اسپر انھون نے فرمایا کہ میں اتنا نہیں ہون یہ قصہ بیان کر کے خانصاحب نے فرمایا کہ مین نے چندامیان کو دیکھا ہے یہ قوم سے پٹھان تھے اور گھر سے بہت خوشحال تھے ان کے باپ بھائی ریاست کے معزز عہدوں پر تھے اور اپنے گھر مین سب مین خوبصورت تھے انکے پاؤن میں زنجیر پڑی رہتی تھی اور یہ ایک تخت پر بیٹھے رہتے تھے اُس تخت پر ایک مصلے پڑا رہتا تھا۔ یہ کبھی ذکر کرتے تھے اور کبھی نماز پڑھتے تھے اور کبھی ویسے ہی بیٹھے رہتے۔ اور جب نماز پڑھتے تو نہ اوقات کا لحاظ ہوتا نہ رکعات کا لحاظ بلکہ جب چاہا نماز شروع کر دی۔ اور جبتک جی چاہا پڑھتے رہے۔ سُنا گیا ہے کہ یہ لوگوں کو مارتے بھی تھے نیز انکی یہ حالت تھی کہ جب کسیکو دیکھتے تو ہنس کر ہاتھ سے منہ چھپا لیتے تھے۔

حاشیہ حکایت (۱۴۹) قولہ مگر باتون میں مجذوب نہ تھے اقول
اس پر تعجب نہ کیا جاوے جذب مین یا جنون مین عقل نہ ہوتا تو لازم ہی لیکن بعض اوقات حواس صحیح ہوتے ہیں اور وہ کسی امر کا ادراک کرتے ہیں کسی کا نہیں کرتے اور ایسا شخص مکلف نہیں ہوتا اسلئے کہ مدار تکلیف کا عقل ہے نا کہ حواس چنانچہ بہائم باوجود سلامت حواس کے اسی لئے مکلف نہیں کہ انکو عقل نہیں خواہ مطلقاً خواہ خاص درجہ کی جو نبا ہو تکلیف کی جو کہ صبی و معتوہ میں بھی مفقود ہے علے اختلاف قولی المحققین **قولہ** میں اتنا نہیں ہون۔ **اقول** علت انکی نقص ہے مجاذیب کا اسی لئے اہل تحقیق انکی طرف توجہ کو منع کرتے ہیں۔

کہ اوّل تو ان سے دین کا نفع کم ہوتا ہے اور کچھ ہوتا ہے تو ناقص چنانچہ اس قصہ مین کیفیت تو حاصل ہو گئی اور اعمال برباد ہو گئے جس پر گو مواخذہ نہ ہو مگر حرمان ثواب سے تو ہوا (اشرف)

(۱۵۰) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے اُستاد میانجی محمدی صاحب بیان فرماتے تھے۔ کہ شاہ عبد العزیز صاحب۔ ایک مرتبہ کھانا کھانے کے لئے زنانہ مکان مین تشریف لیگئے تھے اور کچھ لوگ آپکے انتظار مین مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے عبد الوہاب نجدی کا ذکر چھڑ گیا۔ ان میں سے دو آدمیون مین اسکے متعلق مناظرہ ہونے لگا۔ ایک نے عبد الوہاب کی مذمت اور تفسیق و تکفیر شروع کی۔ دوسرے نے اسکی تعریف و تحسین۔ اور خوب گفتگو ہوئی۔ ان میں سے ایک مذمت کرنے والے نے یہ بھی کہا کہ عبد الوہاب بددین تھا اور اس نے ابن تیمیہ اور ابن القیم مردودون اور بددینون کے دین کو چمکانا چاہا۔ اتنے میں اتفاق سے شاہ صاحب بھی مکان سے تشریف لے آئے شاہ صاحب ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اس شخص نے جو عبد الوہاب کا مخالف تھا شاہ صاحب سے کہا کہ حضرت میں تو کہتا ہون کہ عبد الوہاب کافر تھا اور ایسا تھا ویسا تھا اور اس نے ابن تیمیہ اور ابن القیم جیسے بددینون کے دین کو رواج دینا چاہا۔ شاہ صاحب نے اسکے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی منہ پر انگلی رکھی اور فرمایا ہاہا اور دیر تک ایسا ہی کیا (مطلب یہ تھا کہ یہ بات نہایت بُری ہے تم ایسا نہ کہو) اسکے بعد بیٹھکر فرمایا کہ عبد الوہاب بھی نہایت سچا اور پکا مُسلمان اور متبع سنت تھا مگر بدعقل اور ابن تیمیہ و ابن القیم بھی نہایت سچے اور پکے مُسلمان تھے۔ مگر بشر تھے اُن سے غلطی ممکن ہے اور اس غلطی کی بنا پر ان کو بُرا بھلا کہنا ہرگز نہیں چاہیئے۔ اُسکے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ حجۃ الوداع مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف فرمایا تھا جس سے مقصود تعلیم افعال طواف تھی اور اس حالت میں آپ کی اونٹنی نے نہ جگالا نہ مینگنیاں کیں اور نہ پیشاب کیا پس حرمت مسجد بھی محفوظ رہی اور مقصود تعلیم بھی حاصل ہو گیا۔ عبد الوہاب اپنی غلطی سے اونٹنی پر طواف کو سنت سمجھ گیا اور اس نے اپنے اتباع سمیت اونٹون پر طواف کیا جس سے تمام مسجد مینگنیون اور پیشاب سے بھر گئی۔ سو گو یہ اسکی غلطی تھی مگر اسکا منشاء اتباع سنت تھا۔ اسلئے اسکو بُرا کہنا نہ چاہیئے۔

۱۵۱

حاشیہ حکایت (۱۵۰) قولہ مگر اسکا منشاء اتباع سنت تھا الخ **اقول** یہی فرق ہے اہل صورت واہل معانی میں کہ وہ افعال کو دیکھتے ہیں اور یہ افعال کے مناشی کو اسلئے کبھی ایسے امر پر مواخذہ کرتے ہیں جو ظاہراً موجب مواخذہ نہیں ہوتا اور کبھی ایسے امر پر تسامح کرتے ہیں جو ظاہراً قابل تسامح نہیں ہوتا (**شت**)

خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبد القیوم صاحب فرماتے تھے کہ شاہ اسحق صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا تو مولوی محمد علی صاحب و مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد اور انکے کاتب تھے۔ شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا ہے۔ اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا۔ آپ ان کو روک دیجے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں تو ضعیف ہوگیا ہوں۔ مجھ سے تو مناظرہ ہو نہیں سکتا۔ میں اسمٰعیل کو بلائے لیتا ہوں تم میرے سامنے اس سے مناظرہ کر لو۔ اگر تم غالب آگئے تمہارے ساتھ ہو جاؤنگا اور وہ غالب آگیا اسکے ساتھ ہو جاؤنگا مگر وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے اور کہا کہ حضرت ہم تو مناظرہ نہ کرینگے اسپر شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مناظرہ نہیں کر سکتے تو جانے دو۔ شاہ صاحب نے جب یہ جواب دیا تو میں سمجھا کہ شاہ صاحب نے اسوقت دفع الوقتی فرما دی ہے مگر یہ مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہینگے ضرور چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جب شاہ عبد القادر صاحب آپکی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میاں عبد القادر تم اسمٰعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفع یدین نہ کیا کریں کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی۔ شاہ عبد القادر صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں کہہ تو دوں مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کریگا۔ اسوقت بھی میرے دل میں یہی خیال آیا کہ گو انہوں نے اسوقت یہ جواب دیدیا ہے مگر یہ بھی کہیں گے ضرور۔ چنانچہ یہاں بھی میرا خیال صحیح ہوا۔ اور شاہ عبد القادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب صاحب کی معرفت مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہلایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جاوے

۱۵۵

تو پھر اس حدیث کے کیا معنے ہونگے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأۃ شہید۔

کیونکہ جوکوئی سنت متروکہ کو اختیار کریگا عوام میں ضرور شورش ہوگی مولوی محمد یعقوب صاحب نے شاہ عبدالقادر صاحب سے اُن کا جواب بیان کیا اسکو سُنکر شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا۔ بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھا۔ یہ حکم اسوقت ہے جبکہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو اور مانحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہین بلکہ دوسری سنت ہے کیونکہ جسطرح رفع یدین سنت ہے یونہی ارسال بھی سنت ہے جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے یہ جواب مولوی اسمٰعیل صاحب سے بیان کیا تو وہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

حاشیہ حکایت (۱۵۱) قولہ یہ حکم اسوقت ہے الخ **اقول** اسوقت بیساختہ زبان پر آتا ہے وفوق کل ذی علم علیم۔

(۱۵۲) خانصاحب نے فرمایا کہ کتاب اربعین ومائۃ مسائل کے تصنیف کی وجہ یہ ہی خان زمان خان وتاولی بھیکم پور کے رئیس تھے انھون نے شاہ اسحٰق صاحب سے سوالات کئے تھے انکے جوابات میں تو شاہ صاحب نے اربعین لکھی ہے اور کچھ سوالات دہلی کے شاہزادون اور بادشاہ دہلی اور حاجی قاسم ومولوی کریم اللہ وغیرہ مخالفین نے آپس مین مشورہ کرکے اور سوالات ترتیب دیکر کئے تھے اور یہ قید بھی لگادی تھی کہ انکے جوابات صرف فلاں فلاں علماء کے تصریحات سے ہونے چاہئیں ان کا جواب شاہ صاحب نے مولوی نورالحسن صاحب کاندہلوی کے سُپرد کردیا اور انھون نے شاہ صاحب کی طرف سے انکا جواب لکھا اس کتاب کا نام مائۃ مسائل ہے اور اربعین اور مائۃ مسائل کے بعض بعض مسائل میں جو آپس مین کسیقدر اختلاف ہے مثلاً ایک مسئلہ کے متعلق اربعین میں فتوے حرمت ہے تو مائۃ مسائل مین مکروہ او نحو ذلک اس اختلاف کا منشاء یہ ہے کہ اربعین کے جوابات میں شاہ صاحب آزاد تھے اسلئے انھون نے اپنی تحقیق کے مطابق جوابات دئے ہیں اور مائۃ مسائل کے جوابات مین اصل مجیب یعنی مولوی نورالحسن صاحب اور شاہ صاحب جنکی طرف سے وہ جوابات ہیں دونون پابند تھے اس لئے جسقدر تصریح ان علماء کے کلام میں ملی جنکے تصریح سے جواب کی درخواست کیگئی تھی اسقدر تصریح لکھدی گئی۔

۱۵۰

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بےمثل رہنما ہے ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کے لئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیف روحانی ہے۔ پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدہر ہیں طریقت کو شریعت سے جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالے ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہوجائیگا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی وجہالت ہے۔ قیمت اصلی ۴ ہے۔ قیمت رعایتی ۳

خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے یہ کتاب زیادہ تران تعلیمیافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانوں کے لئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے۔ مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصان و منافع دکھلا کر حکومت اور انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اسکے بعد نماز کیلئے طہارت کے شرط ہونے کی حکمت وضو میں اعضائے وضو دہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کیطرف منہ کرنیکی حکمت۔ بے نمازون کی واہی تباہی۔ عذرون کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیان تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیون کے حالات مادہ کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے۔ وحدانیت کی فلاسفی۔ عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ روح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت الغرض دنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد

المشتہر۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی